بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حیات النبی کے عقیدے کا انکار کرنے والے لوگ کافر ہوتے ہیں یا گمراہ؟ اور کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد بھی حقیقی دنیوی روحانی وجسمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، ان کی حیات شہدائے کرام کی حیات سے بڑھ کر اور کامل تر ہے، ان نفوس قدسیہ کو موت محض وعدۂ الٰہی کی تصدیق کے لیے لمحہ بھر آتی ہے اور اس کے بعد ان کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام مبارکہ میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ یہ اہل سنت و جماعت کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے، جو کہ قرآن وحدیث کے کثیر دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا جو شخص اس عقیدے کا انکار کرے وہ بدمذہب، گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہے۔

رہا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا، تو اگر اس شخص کی بدمذہبی اِس کے ساتھ ساتھ دیگر باطل عقائد ونظریات کی وجہ سے حد کفر تک پہنچ چکی ہو، تو اس کے پیچھے نماز اصلاً باطل ہے یعنی سرے سے ادا ہی نہ ہوگی۔ تاہم اگر ایسا نہیں یعنی اس کی بدمذہبی حد کفر کو نہیں پہنچتی، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی وگناہ ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے، نیز ایسے شخص کو امام بنانا بھی ناجائز وگناہ ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: ”اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔“ (پارہ 2، سورۃ البقرۃ، آیت 154)

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1241ھ/1825ء) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ”وھذہ الحیاۃ حقیقیة وإنما خروج روحه انتقال من دار إلى أخرى وهي مزية من مزايا الأنبياء فلا يقال إنهم ساووهم“ ترجمہ: اور یہ (شہید کی بعدِ وفات) زندگی حقیقی ہے اور اس کی روح کا نکلنا صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا ہے، اور یہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات میں سے صرف ایک خصوصیت ہے، پس یہ نہیں کہا جائے گا کہ شہدا ان کے برابر ہو گئے۔ (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، جلد 1، صفحہ 268، دار تحقیق الکتاب، لبنان)

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی مظہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1225ھ/1810ء) لکھتے ہیں: ”حیاۃ الأنبیاء أقوی منهم وأشد ظهورا اثارها في الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته بخلاف الشهيد والصديقون

ایضا أعلی درجة من الشهداء والصالحون یعنی الأولیاء ملحقون بهم کما یدل علیه الترتیب في قوله تعالی ﴿مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ﴾ ''ترجمہ : انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہدا کی حیات سے زیادہ قوی ہے اور اس کے آثار خارج میں زیادہ ظاہر ہیں، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح جائز نہیں، برخلاف شہید کے (کہ شہید کی بیوہ سے نکاح جائز ہے)۔ اور صدیقین بھی درجے میں شہدا سے بلند ہیں اور صالحین یعنی اولیاء اللہ ان کے ساتھ ملحق ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں موجود ترتیب اس پر دلالت کرتی ہے کہ (فرمایا :) یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین۔ (تفسیر مظہری، جلد 1، صفحہ 152، مطبوعہ کوئٹہ)

صحیح مسلم، سنن نسائی، مسند امام احمد، مصنف عبد الرزاق، صحیح ابن حبان وغیرہ کی صحیح حدیث ہے : ''عن أنس بن مالك أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: مررت علی موسی لیلة أسري بي عند الکثیب الأحمر وهو قائم یصلي في قبره'' ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : معراج کی رات میرا گزر سرخ ٹیلے کے پاس حضرت موسی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے قریب سے ہوا درحالیکہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح المسلم، جلد 7، صفحہ 102، حدیث 2375، دار الطباعۃ العامرۃ، ترکیا)

سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند امام احمد، صحیح ابن خزیمہ، مستدرک علی الصحیحین، مشکوۃ المصابیح وغیرہ کی صحیح حدیث ہے : واللفظ للاول ''عن أوس بن أوس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إن من أفضل أیامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فأکثروا علي من الصلاة فیه فإن صلاتکم معروضة علي، قال قالوا: یارسول اللہ و کیف تعرض صلاتنا علیك وقد أرمت یقولون بلیت؟ فقال: إن اللہ عز وجل حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء'' ترجمہ : حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ''تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پیدائش ہوئی اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں صور پھونکا جانا ہے اور اسی میں بے ہوشی طاری ہونی ہے، لہذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔'' راوی کہتے ہیں : صحابہ کرام نے عرض کیا : یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا؟ آپ تو گزر چکے ہوں گے یعنی فنا طاری ہو چکی ہوگی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ''بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیا کے جسموں کو (کھانا) حرام فرما دیا ہے۔'' (سنن أبي داود، جلد 1، صفحہ 275، حدیث 1047، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

سنن ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جمع الجوامع وغیرہ میں ہے : ''عن أبي الدرداء قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أکثروا الصلاة علي یوم الجمعة فإنه مشهود تشهده الملائکة وإن أحدا لن یصلي علي إلا عرضت علي صلاته حتی یفرغ منها قال: قلت: و بعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إن اللہ حرم علی الأرض أن تأکل أجساد الأنبیاء فنبي اللہ حي یرزق'' ترجمہ : حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ''جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو، کیونکہ یہ

یوم مشہود (حاضری کا دن) ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے۔ "حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اور وفات کے بعد بھی (کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں ہی پیش ہوگا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "(ہاں) اور وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔" (سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 556، حدیث 1637، دار الرسالۃ العالمیہ)

علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 902ھ/1497ء) لکھتے ہیں: "ونحن نؤمن ونصدق بأنه صلى الله عليه وسلم حي يرزق في قبره وأن جسده الشريف لا تأكله الأرض والإجماع على هذا" ترجمہ: اور ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسم مبارک کو زمین نہیں کھاتی اور اس عقیدے پر اجماع ہے۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، صفحہ 172، دار الریان للتراث)

امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 911ھ/1505ء) کثیر روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فحصل من مجموع هذه النقول والأحاديث أن النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه، وأنه يتصرف ويسير حيث شاء في أقطار الأرض وفي الملكوت وهو بهيئته التي كان عليها قبل وفاته لم يتبدل منه شيء، وأنه مغيب عن الأبصار كما غيبت الملائكة مع كونهم أحياء بأجسادهم" ترجمہ: پس ان تمام نقول اور احادیث کے مجموعے سے یہ حاصل ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصرف فرماتے ہیں اور زمین کے اطراف اور عالمِ ملکوت میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی ہیئت پر ہیں جس پر اپنے وصال سے پہلے تھے، اس سے کچھ تبدیلی نہیں ہوئی، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھوں سے پوشیدہ ہیں، جیسے فرشتے اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود (انسانی نگاہوں سے) پوشیدہ ہیں۔ (الحاوي للفتاوي، تنویر الحلک فی إمکان رؤیۃ النبی والملک، جلد 2، صفحہ 319، دار الفکر، بیروت)

شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1052ھ/1642ء) لکھتے ہیں: "بدرستے کہ خدائے تعالی حرام گردانیدہ است بر زمین خوردن وے تنہائے پیغمبراں را فنبي الله حي يرزق پس پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی تا آنکہ روزی دادہ می شود روزی حی" ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسام کو کھانا حرام فرما دیا ہے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، یہاں تک کہ انہیں زندہ کے رزق کی طرح رزق دیا جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ، باب الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 284، مطبوعہ ہند)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں : "گفت آنحضرت بدرستے کہ خدا حرام گردانیدہ است برزمین تنہائے پیغمبراں را کنایت است از حیات چناں کہ صریح در فصل ثالث از حدیث ابی درداء بیاید و حیات انبیا متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلاف نیست، حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چناں کہ شہدارا است" **ترجمہ : حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسام حرام فرما دئیے" یہ (فرمان مبارک ان کی) حیات سے کنایہ ہے، جیسا کہ تیسری فصل میں حضرت ابودرداء کی حدیث میں صریح آئے گا، اور انبیائے کرام کی حیات متفق علیہ مسئلہ ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، یہ جسمانی، دنیاوی، حقیقی حیات ہے، نہ کہ صرف معنوی روحانی حیات جیسی کہ شہدا کے لیے ہوتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ، باب الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 283، مطبوعہ ہند)**

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات : 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں : "فانهم صلوات الله تعالى وسلامه عليهم طيبون طاهرون احياء وامواتا بل لا موت لهم الا انيا تصديقا للوعد ثم هم احياء ابدا بحياة حقيقية دنياوية روحانية جسمانية كما هو معتقد اهل السنة والجماعة ولذا لا يورثون ويمتنع تزوج نسائهم صلوات الله تعالى و سلامه عليهم بخلاف الشهداء الذين نص الكتاب العزيز انهم احياء ونهى ان يقال لهم اموات" **(حضراتِ انبیا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہم حیات وممات ہر حالت میں طیب وطاہر ہیں، بلکہ ان کے لیے موت محض آنی تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے ہے، پھر وہ ہمیشہ حیات حقیقی دنیاوی روحانی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہیں، جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ اسی لیے کوئی ان کا وارث نہیں ہوتا اور ان کی عورتوں کا کسی سے نکاح کرنا ممتنع ہے صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہم ،بخلاف شہدا کے جن کے بارے میں کتاب مجید نے صراحت فرمائی ہے کہ وہ زندہ ہیں، اور اس سے نہی فرمائی ہے کہ انہیں مردہ کہا جائے (مگر ان کی میراث تقسیم ہوگی، ان کی ازواج کا دوسرا نکاح ہوسکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 3، صفحہ 403-407، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)**

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں : "تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے، صحیح حدیث میں ہے : "إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبي الله حي يرزق" **"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں، روزی دئیے جاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ) دوسری صحیح حدیث میں ہے :** "الانبياء احياء في قبورهم يصلون" **"انبیا (علیہم السلام) سب زندہ ہیں، اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی)... تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے (موت) صرف آنی ہے، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ، یقینیہ، ضروریات مذہب اہلسنت سے ہے، اس کا منکر نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ 4، صفحہ 504-505، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔ ان کی اور تمام انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ764، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حیاتِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والثناء کا منکر گمراہ بددین ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد29، صفحہ110، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

سنن الکبری للبیھقی، سنن دار قطنی، جمع الجوامع اور کنز العمال وغیرہ میں ہے: "عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اجعلوا أئمتکم خیارکم فإنھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم" ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بہترین لوگوں کو اپنے امام بناؤ؛ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے مابین معاملے میں تمہارے سفیر ہیں۔ (السنن الکبری للبیھقی، جلد3، صفحہ129، حدیث5133، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 956ھ/1549ء) لکھتے ہیں: "یکرہ تقدیم المبتدع أیضا لأنہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو أشد من الفسق من حیث العمل لأن الفاسق من حیث العمل یعترف بأنہ فاسق ویخاف ویستغفر، بخلاف المبتدع، والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقدہ أھل السنۃ والجماعۃ وإنما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ إذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدي إلی الکفر عند أھل السنۃ أما لو کان مؤدیا إلی الکفر فلا یجوز أصلا"

ترجمہ: اور بدعتی کو آگے کرنا (امام بنانا) بھی مکروہ ہے؛ کیونکہ وہ اعتقاد کے اعتبار سے فاسق ہے اور یہ عملی فسق سے زیادہ شدید ہے، اس لیے کہ عمل کے لحاظ سے فاسق شخص تو اعتراف کرتا ہے کہ وہ فاسق ہے اور وہ ڈرتا اور استغفار کرتا ہے، برخلاف بدعتی کے، اور بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کے خلاف کسی چیز کا عقیدہ رکھتا ہو۔ البتہ کراہت کے ساتھ بھی اس کی اقتدا اسی وقت جائز ہے، جبکہ اہلِ سنت کے نزدیک اس کا عقیدہ کفر تک نہ پہنچا دے، پس اگر اس کا عقیدہ کفر تک پہنچانے والا ہو، تو اس کی اقتدا اصلاً جائز نہیں۔ (غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، جلد2، صفحہ371، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "بالجملہ بدمذہبی فی نفسہ ایسی ہی چیز ہے جسے امامت دینی سے مباینت یقینی ہے اور اس کے بعد منع پر دوسری دلیل کی چنداں حاجت نہیں۔ ... رد المحتار میں ہے: "المبتدع تکرہ امامتہ بکل حال" (بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے (ت)) علامہ ابراہیم حلبی نے تصریح فرمائی کہ فاسق وبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ677، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1367ھ/1948ء) لکھتے ہیں: "بدمذہب کو امام بنانا ناجائز و گناہ؛ کہ امام بنانا تعظیم ہے اور اہل بدعت کی تعظیم حرام، حدیث میں فرمایا: "من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام"

جس نے بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔۔۔۔اور بتدع کے پیچھے نماز کا مکروہ تحریمی ہونا اس صورت میں ہے جب اس کی بدعت مکفّرہ نہ ہو، ورنہ اس کے پیچھے نماز اصلا نہ ہوگی۔" (فتاوی امجدیہ، جلد 1، حصہ 1، صفحہ 119-120، مکتبہ رضویہ، کراچی)

شہزادۂ اعلی حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1402ھ/1981ء) لکھتے ہیں: "بد مذہب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ اس سے سلام، کلام، ربط وضبط، اس کے ساتھ کھانا پینا، راہ ورسم رکھنا سب حرام ہے۔ قال تعالی: ﴿وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (ترجمہ: اور جو یہ کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔)"

(فتاوی مفتی اعظم، جلد 3، صفحہ 32-33 ملتقطاً، شبیر برادرز، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1187

تاریخ اجراء: 20 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ/08 مئی 2026ء